

اتحادِ عالمِ اسلام

فرد قائم ربطِ ملت سے ہے، تنہا کچھ نہیں

موج ہے دریا میں، اور بیرونِ دریا کچھ نہیں

اتحاد کے معنی ہیں اتفاق، دوستی، میل، محبت یعنی بکھری ہوئی چیزوں کا کسی ترتیب اور قرینے سلیقے میں ہونے کا نام اتحاد ہے۔ اتحاد سے ہر چیز کا وجود باقی ہے اور یہی ترقی و سالمیت کا سرچشمہ ہے۔ کائنات کے رنگ بو میں قوت و طاقت کا ذریعہ اتحاد ہے۔ عالم فانی کی ہر چیز اس وقت تک قائم و دائم ہے جب تک اس میں اتحاد و یگانگت باقی ہے۔ انسان کا سارا بدن ایک دوسرے کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔ اعضاءِ رئیسہ اس کے سارے بدن کو چلاتے ہیں یہ اتحاد کی ایک انتہائی عمدہ مثال ہے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

زندگی کیا ہے؟ عناصر میں ظہور ترتیب

موت کیا ہے؟ انھی اجزا کا پریشاں ہونا

دنیا کا تمام نظام اتحاد پر قائم ہے۔ خواہ کوئی خاندان ہو یا کوئی قوم، ملک ہو یا اس کی کوئی وسیع تر شکل، جب تک باہمی اتحاد اور اتفاق نہ ہوگا، ترقی نہیں ہوگی۔ اتحاد میں بڑی طاقت اور اخوت ہے۔ کسی ملک کی بقا کا انحصار قومی یک جہتی اور اتفاق پر ہے۔ کوئی جماعت، کوئی ملک، کوئی قوم اقوامِ عالم کی نگاہ میں عزت و آبرو اور وقار و احترام کا مقام نہیں پاسکتی جب تک کہ اس کے افراد میں یک جہتی اور ہم آہنگی نہ ہو۔ قومی اتحاد کے بغیر ترقی اور خوشحالی کا تصور بھی ایک خام خیال ہے۔

جس طرح موج کی قوت کا زور، جوش، تلاطم اور طغیان دریا کے اندر ہے، دریا کے باہر موج کوئی معنی نہیں رکھتی۔ اسی طرح فرد کی اپنی کوئی قوت نہیں ہوتی، فرد تنہا کوئی حیثیت نہیں رکھتا لیکن جب وہ ایک ملت میں گم ہو جاتا ہے تو بڑی قوت بن جاتا ہے۔ اقبالؒ نے قومی اتحاد اور ملی زندگی کی اہمیت کو ایک تعمیر اور بالخصوص اسلامی معاشرے کے قیام کے لیے بہت سی جگہوں پر اجاگر کیا ہے۔

ملت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ

پیوستہ رہ شجر سے اُمید بہار رکھ

اسلام دنیا کا وہ واحد مذہب ہے جو وطن مقام، اور رنگ و نسل کی تفریق سے ماورا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن کریم انسان کو شعور ذات سے ہی آشنا نہیں کرتی بلکہ ارد گرد پھیلی ہوئی دنیا اور انسانوں کے اعمال و اخلاق کا ادراک بھی عطا کرتی ہے۔ قرآن نے مسلمانوں کے لیے دوسری قوموں کے تجربات کو مستقبل کے فیصلوں کی دلیل بنایا۔ چنانچہ ارشاد ہوا کہ:

”تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے آپس میں تفرقہ ڈالا اور باہم تنازعہ پیدا کیا جبکہ ان کے پاس واضح احکام پہنچ چکے۔“

قرآن پاک میں مسلمانوں کو یکجہتی پر زور دیتے ہوئے فرمایا گیا ہے:

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا

ترجمہ: اور تم سب مل کر اللہ کی رسی (دین) کو مضبوطی سے تھامے رہو اور تفرقے میں نہ پڑو۔
اسلامی اتحاد کی بنیاد کلمہ طیبہ پر ہے۔ کلمہ طیبہ کو پڑھنے والے مسلمان دنیا کے کسی بھی حصے میں ہوں، کسی بھی رنگ، نسل یا قبیلے سے تعلق رکھتے ہوں، مسلمان ہونے کے باعث آپس میں بھائی بھائی ہیں اور ایک قوم ہیں۔ گویا مسلمان قومیت کی بنیاد مذہب پر ہے۔
اقبال اس حقیقت کو کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں۔

قوم مذہب سے ہے، مذہب جو نہیں تم بھی نہیں
جذب باہم جو نہیں محفل انجم بھی نہیں

ملت اسلامیہ کی رہنمائی کے لیے قرآن حکیم کی شکل میں ایک مکمل ضابطہ حیات موجود ہے۔ جو اتحاد اور ربط باہمی کا درس دیتا ہے اور ایک واضح مقصد حیات پیش کرتا ہے۔ ایک منزل کی نشاندہی کرتا ہے۔ اس منزل تک پہنچنے کے لیے افراد کو قدم سے قدم ملا کر دوش بدوش گامزن ہونا ضروری ہے اگر وہ متحد و متفق ہو کر آگے بڑھیں تو کوئی بھی مخالف قوت ان کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ وہ ایک ایسا طوفان بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں جس سے دریاؤں کے دل بھی دہل جائیں گے اور جس کے متحد عزم و ارادہ کے آگے پربت بھی رائی ہو کر رہ جائے۔ بقول اقبالؒ

ہیں جذب باہمی سے قائم نظام سارے
پوشیدہ ہے یہ نکتہ تباروں کی زندگی میں

مسلمانوں کی تاریخ گواہ ہے کہ جب انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے بنائے ہوئے اس سنہری اصول کو پیش نظر رکھ کر اس پر عمل کیا تو پوری دنیا میں مسلمانوں کا عروج اپنی مثال آپ بن گیا۔ ساری دنیا میں ان کے نام کا ڈنکا بجنے لگا۔ مسلمانوں نے اتفاق و اتحاد کے سنہری اصول کو پیش نظر رکھتے ہوئے چودہ سو سال قبل وقت کی عظیم ترین اور طاقتور حکومتوں کو اپنے پاؤں تلے روند ڈالا۔

منایا قیصر و کسریٰ کے استبداد کو جس نے
وہ کیا تھا زور حیدر، فقر بوذر، صدق سلمائیؒ

اتحاد و یک جہتی کا اصول ملی زندگی کی بقا کے لیے بھی ناگزیر ہے۔ کسی بھی تحریک یا قوم کی بنیاد اگرچہ فرد واحد رکھتا ہے لیکن جب تک اسے کچھ افراد کی حمایت یا طاقت حاصل نہ ہو جائے تب تک اس تحریک کی حیثیت ایک کورے کاغذ کی مانند ہے۔ افراد کا وجود ہی قوم کے معنی کو استحکام عطا کرتا ہے۔ جس طرح شاخ شجر سے ٹوٹ کر مر جھا جاتی ہے اسی طرح فرد جماعت سے کٹ کر اپنی شناخت کھو بیٹھتا ہے۔ جیسے قطرہ سمندر میں مل کر اپنے وجود کو امر کر دیتا ہے اسی طرح جب تک فرد ملی زندگی کے دھارے میں خود کو سمو نہیں دیتا اس کی صلاحیتوں کو بقائے دوام حاصل نہیں ہوتا۔

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر

ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارا

قومی اتحاد سے مراد ملی اتفاق بھی ہے قوم کا مفہوم و مطلب خاندان، برادری، قبیلہ، علاقہ اور زبان تک محدود نہیں کیا جاسکتا بلکہ بطور مسلمان قوم سے مراد اسلامی ملت ہے۔ اقبالؒ نے بھی لفظ ملت قوم کے معنوں میں استعمال کیا ہے مثلاً دنیا کے تمام مسلمان ایک قوم ہیں۔ اب ہماری کامیابی اور سرخروئی کا ایک ہی راستہ ہے کہ ہم پہلے تو اپنے اندر ایمان کا جذبہ پیدا کریں اور پھر اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں اور دشمن کے مقابلہ میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں۔ سید جمال الدین افغانی اور علامہ اقبالؒ جیسے اکابرین اتحاد کے زبردست علمبردار تھے۔ انہوں نے عالم اسلام کو یہی دعوت اور پیغام دیا کہ وہ پھر سے متحد و یکجا ہو کر اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کر لیں۔ کوئی قوم اس وقت تک دنیا میں آبرو مند نہ زندگی بسر نہیں کر سکتی جب تک کہ اس کے افراد کے مابین یک جہتی نہ ہو۔ کسی نصب العین کو انسان اس وقت تک حاصل نہیں کر سکتا کہ اس کے تمام اعضاء متحد ہو کر اس کے کہنے کے مطابق عمل نہ کریں۔ علامہ اقبالؒ نے اسی اجتماعی روح کے تصور کو اپنے ذہن میں رکھ کر مسلمانوں سے ایک متحد زندگی بسر کرنے کے لیے کہا ہے:-

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے

نیل کے ساحل سے لے کر تاجناک کا شجر

پاکستان کا قیام اسلامی اتحاد ہی کا کرشمہ تھا کہ اسلامیان ہند قائد اعظمؒ کی ولولہ انگیز قیادت میں ایک زبردست قوت بن کر اٹھے اور انہوں نے قیام پاکستان کی صورت میں بیسویں صدی کا سب سے بڑا معجزہ کر دکھایا۔ اگر مسلمان متحد نہ ہوتے تو اتنا بڑا کارنامہ نہ کبھی وجود نہ پاتا۔ قیام پاکستان کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ پورے عالم اسلام کو متحد کیا جائے۔ فرمان قائد ہے:

”پاکستان عالم اسلام کے اتحاد کی کنجی ہے۔“

عصری سچائی کو قبول کر لیا جائے تو سچ یہ ہے کہ مسلم ریاستیں نا اتفاقی کے بحر بیکراں میں غرق ہو چکی ہیں۔ باہمی تصادم میں بھائی کے سینے میں بھائی کا نیزہ اتر رہا ہے جبکہ قرآن مجید میں اتحاد و یک جہتی پر مبنی تعلیمات واضح ہیں۔

ترجمہ: باہمی جھگڑوں سے بچو ورنہ تم بزدل اور پست ہمت ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔

سلطان معظم سالار بدر حنین اتحاد مسلم کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں: ”مسلمانوں کی مثال ایک جسم کی سی ہے۔ اگر جسم کے کسی حصے میں تکلیف ہو تو اس کا اثر سارا جسم محسوس کرتا ہے۔“

علاوہ ازیں جبر و استبداد کی چٹانوں کو ریزہ ریزہ کرنے والی قوت رسول خداؐ اتحاد مسلم کو اپنے ایک اور قول سے یوں بیان فرماتے ہیں۔

ترجمہ: مسلمان ایک دیوار یا عمارت کی مانند ہیں جس میں ایک اینٹ دوسری اینٹ کی تقویت کا باعث بنتی ہے۔

اسلامی دنیا اور پاکستان ایک انتہائی نازک دور سے گزر رہے ہیں گو ہر مسلمان کا دل اس جذبے سے سرشار ہے کہ وہ عظمت اسلام کی بحالی کے لیے کچھ نہ کچھ کر گزرے۔ لیکن حقائق اور واقعات کی تصویر یہ ہے کہ عالم اسلام میں اختلاف کی فلیج روز بروز گہری ہوتی چلی جا رہی ہے۔ دوسری طرف کفر اسلامی ممالک کے دینی تشخص کو ختم کرنے کے درپے ہے۔ کبھی وہ قومیت کے نام پر مسلمان کو مسلمان سے لڑاتا ہے اور کبھی ثقافت کے نام پر ایسے رسوم و رواج کو اسلامی معاشرے میں رائج کرتا ہے جن سے اسلامی ثقافت کی بنیاد متزلزل ہو جائے۔

حقیقت خرافات میں کھو گئی
یہ امت روایات میں کھو گئی

فکری وحدت قوم کی ترقی کی ضامن ہو ا کرتی ہے۔ یہ وحدت ختم ہو جائے تو قوم خزاں رسیدہ پتوں کی طرح ٹوٹتی، اڑتی، مگرتی اور بکھرتی نظر آئے گی۔ ہمارے پاس اتحاد کا جو ذریعہ ہے وہ کسی اور قوم کے پاس نہیں ہے یہ ذریعہ قرآن اور اسلام ہے۔ ہمارا خدا بھی ایک ہے نبی ﷺ بھی، کتاب بھی اور دین بھی مگر افسوس کہ ہم ہر لحاظ سے مختلف خانوں میں بٹے ہوئے ہیں اور تعصب کی نذر ہو چکے ہیں اور یہ یہی امر زوال کا ایک بڑا سبب ہے۔

بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے
مسلمان نہیں راگھ کا ڈھیر ہے

گھن کی صورت یہ تعصب تجھے کھا جائے گا
اپنی ہر سوچ کو محسن نہ علاقائی کر

رسول اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے تاریخی خطبے میں رنگ اور نسل کے تمام امتیازات کو اپنے پاؤں تلے روند کر انہیں ختم کرنے کا اعلان فرمایا۔

”لوگو! یقیناً تمہارا اللہ ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہے۔ نہ عربی کو عجمی پر فضیلت ہے نہ عجمی کو عربی پر۔ نہ سرخ کو سیاہ پر فضیلت ہے نہ سیاہ کو سرخ پر۔ فضیلت کا دار و مدار تقویٰ ہے۔“

حضور ﷺ کے خطبہ کے حوالے سے علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں:-

بتان رنگ و خوں کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا
نہ تورانی رہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی

اُخوت اس کو کہتے ہیں جیسے کاننا جو کابل میں

تو ہندوستان کا ہر بیرو جو ابے تاب ہو جائے

یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ عالم اسلام اگر وحدت کے رشتے میں منسلک ہو جائے تو وہ ایک ایسی عظیم قوت کی صورت میں ابھر سکتا ہے جسے اپنے مقاصد کے حصول کے لیے سرخ سفید سامراج کے عیارانہ سہاروں کی ضرورت نہیں رہتی جو ہر سازش کا مقابلہ اپنی قوت بازو سے کر سکتے ہیں۔ یہی وہ اتحاد تھا جس کی بنیاد پر آج سے چودہ سو سال پہلے مسلمانوں نے عظیم ترین حکومتوں کا تختہ الٹ کر ان کے استبداد کو نابود کر دیا تھا۔ اپنی بقا اور عالم اسلام کی سر بلندی کے لیے ہمارے پاس یہی ایک راستا ہے کہ ہم مذہبی، علاقائی، لسانی اور سیاسی اختلافات کو فراموش کر کے ملت اسلامیہ کے دشمنوں کے خلاف متحد ہو کر ایک ایسی سیسہ پلائی دیوار بن جائیں جس سے ٹکرا کر ہر دشمن خود پاش پاش ہو جائے بقول اقبالؒ:-

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں

موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں

مسلمان کی سوچ آفاقی اور کائناتی ہونی چاہیے اگر اس کی سوچ چند خطوں، علاقوں اور صوبوں تک محدود رہے گی تو وہ گل مراد کو نہیں پاسکے گا۔ مسلمان خدا کی تخلیق کا شاہکار ہے۔ وہ خدا کا آخری پیغام ہے۔ یہ کائنات کے ماتھے کا چمکتا ہوا جھومر ہے۔ مسلمان کا سفینہ بحر بیکراں کے لیے ہے۔ اگر یہ سفینہ راوی، نیل اور فرات کے دریاؤں میں تیرتا رہے گا تو وہ دنیا کی امامت کے فرائض انجام دینے سے قاصر رہے گا۔ بقول اقبالؒ:-

رہے گا راوی و نیل و فرات میں کب تک

ترا سفینہ کہ ہے بحر بیکراں کے لیے

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر طرف اُخوت کی جہانگیری اور محبت کی فراوانی ہو۔ عالم اسلام کو تمام تر علاقائی، ملکی اور نسلی تعصبات چھوڑ کر ایک ہونے کی ضرورت ہے۔ مسلمانوں کے پاس انفرادی اور اجتماعی مسائل بے شمار ہیں دنیا بھر میں مختلف بلاکوں میں تقسیم ہو چکی ہے۔ اگر تمام مسلمان متحد ہو جائیں تو ایک تیسرا اسلامی بلاک وجود میں آسکتا ہے۔ اس موقع پر حکیم الامت نے مسلمانوں کو مشورہ دیا تھا کہ وہ اغیار پر بھروسہ نہ کرنا چھوڑیں اور اپنی علیحدہ اسلامی دولت مشترکہ قائم کریں۔ اقبالؒ اپنی خواہش کا اظہار یوں کرتے ہیں۔

تہران ہو گر عالم مشرق کا جینیوا

شاید کرۂ ارض کی تقدیر بدل جائے

اسلامی ممالک کے بعض مسائل مشترک ہیں۔ مثلاً پسماندگی، جہالت، تعلیمی پسماندگی اور غربت وغیرہ نوآبادیاتی نظام میں مسلم ممالک کو جان بوجھ کر تعلیمی لحاظ سے پسماندہ رکھا گیا۔ اگر تعلیم دی بھی جاتی تھی تو معمولی اور واجبی تاکہ حکمران طبقے کے معاون اور ادنیٰ درجے کے

اہل کار مہیا ہو سکیں۔ چنانچہ آج بھی اسلامی ممالک خصوصاً افریقی اسلامی ممالک تعلیمی پسماندگی کا شکار ہیں۔ تعلیم کی کمی کے باعث ہی ان ملکوں میں صنعت و حرفت برائے نام ہے جس کے نتیجے میں وہاں فی کس سالانہ آمدنی سب سے نچلے درجے پر ہے۔ اگرچہ بعض ممالک کو اللہ تعالیٰ نے بے پناہ زرعی اور معدنی وسائل سے نوازا رکھا ہے مثلاً پاکستان اور ترکی وغیرہ لیکن یہ ممالک جدید ٹیکنالوجی کے لیے مغرب کے دست نگر ہیں۔ سعودی عرب اور بعض دوسرے ممالک میں تیل موجود ہے لیکن وہاں تکنیکی اور فنی مہارت نایاب ہے۔ پاکستان اور ترکی کے علاوہ سارا عالم اسلام اپنی معدنی دولت سے استفادے کے لیے دوسروں کا دست نگر ہے۔ اگر تمام اسلامی ممالک آپس میں اتحاد کر لیں تو انڈونیشیا، ملائیشیا، پاکستان اور ترکی جیسے مسلمان ممالک جو جدید ٹیکنالوجی کی دوڑ میں دوسرے اسلامی ممالک سے قدرے آگے ہیں، ان کی بہتر مدد کر سکتے ہیں۔

اگر تمام اسلامی ممالک میں اتحاد ہو جائے تو ان کا مشترکہ مرکز حجاز میں مکہ معظمہ کی صورت میں موجود ہے جہاں ہر سال لاکھوں مسلمان حاضری دیتے ہیں۔ اس مرکز پر کسی مسلمان کو اعتراض بھی نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح مسلمانوں کے اتحاد کی مشترکہ زبان عربی بھی موجود ہے۔ دنیا بھر کے ایک ارب کے قریب مسلمان قرآن پاک کو عربی زبان میں ہی پڑھتے ہیں۔ کوشش سے ان میں عربی زبان کو سمجھنے کی صلاحیت بھی پیدا کی جاسکتی ہے، اس کے علاوہ عالم اسلام کو اتحاد کے لیے ایک عالمی بینک بھی قائم کرنا ہو گا تاکہ اس کے ذریعے عالم اسلام کی دولت عالم اسلام کی بہتری اور ترقی کے لیے صرف کی جاسکے۔ اسی طرح اپنی معیشت کو مستحکم اور مضبوط بنانے کے لیے مسلمانوں کو اپنے ماہرین اور اپنی دولت کے سہارے عالمی اقتصادی کمپنیاں بھی قائم کرنا ہوں گی تاکہ عالمی سرمایہ کاروں کا مقابلہ کر سکیں۔ اسی طرح دنیا بھر کے مسلمان آپس میں دفاعی معاہدہ کر کے بھی مضبوط ہو سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں مسلم امہ اپنے نشریاتی ادارے قائم کر کے صرف اپنے کلچر، اپنی زبان و ادب اور علوم و فنون کی ترقی کی رفتار تیز کر سکتے ہیں۔ عالمی اسلامی یونیورسٹیاں قائم کر کے مسلمان عوام میں جدید علوم کو فروغ دے کر بھی مسلم اتحاد کو کامیاب بنایا جاسکتا ہے۔ ان تمام مقاصد کے لیے پاکستان ایک اہم کردار ادا کر سکتا ہے کیونکہ خوش قسمتی سے وہ پورے عالم اسلام میں واحد ایٹمی قوت ہے اور اس وجہ سے اسے عالم اسلام کا قلعہ بھی تصور کیا جاتا ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ پاکستان کے پورے عالم اسلام سے اخوت و محبت پر مبنی تعلقات ہیں جو کہ اتفاق و اتحاد کی بنیاد ہے:

یہی مقصود فطرت ہے یہی رمز مسلمانی

اخوت کی جہانگیری محبت کی فراوانی

مختصر یہ کہ پستی کی طرف مجوسفر عالم اسلام آپس میں اتحاد و یگانگت سے ہی اقوام عالم میں از سر نو عزت حاصل کر سکتا ہے۔ مذکورہ بالا سفارشات پر عمل پیرا ہو کر ہم ایک بار پھر زمانے میں معزز ہو سکتے ہیں۔